سیرۃ النبی سیریز نمبر: ۸

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
(القرآن الحکیم)

شانِ خاتم الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم

ظہورِ اسلام میں
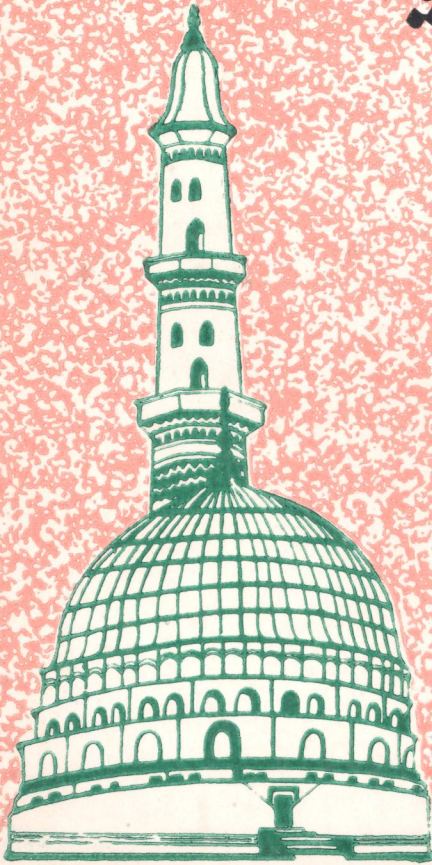
شائع کردہ:- مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان، پنجاب (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سیّدنا حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم جب مبعوث ہوئے تو جزیرہ عرب، شرک وبُت پرستی کا گویا منبع بنا ہُوا تھا۔ لیکن تیئیس ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ایسا عظیم الشّان انقلاب رُونما ہُوا کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ہُوا تو سارا عرب توحید کا گہوارہ بن چکا تھا ——
تین سَو ساٹھ ۳۶۰ بُتوں کے پُجاریوں کو خدائے واحد کے آستانہ پر جُھکا دینا اور سرکش ومتمرّد طبیعتوں کو "اِسلام" کے سانچے میں ڈھال کر مُطیع و فرمانبردار بنا دینا حضرت خاتم الانبیاء محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک اِعجازی کارنامہ ہے —— !!

ظہُورِ اسلام کے عظیم کارنامے کی یادگار کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہُ نے ماہِ اگست کا نام ہجری شمسی تقویم میں ظہُور تجویز فرمایا۔

مجلسِ انصارُ اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے شائع ہونے والی سیرۃ النبیؐ سیریز کا یہ آٹھواں مقالہ جو ظہُورِ اسلام کے ۲۳ سالہ سفر کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے، ہماری درخواست پر محترم مولانا دوست محمّد صاحب شاہد مؤرخِ احمدیت، ربوہ نے مُرتّب فرمایا ہے۔
فجزاہُ اللہ تعالیٰ خیرًا۔ اللہ تعالیٰ اِسے ہر جہت سے نافع النّاس بنائے۔ آمین ؁

خاکسار

محمّد انعام غوری

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

مورخہ ۱۵؍ ظہور ۱۳۶۶ ہش
۱۵؍ اگست ۱۹۸۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مذاہب عالم کی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہمارے سیّد و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفٰے خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت اور ظہورِ اسلام ہے۔

جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسندِ رسالت کو اپنے وجود سے عزّت دی تو وہ زمانہ ایک ایسا تاریک زمانہ تھا کہ کوئی پہلو دُنیا کی آبادی کا بدعلمی اور بدعقیدگی سے خالی نہ تھا۔ آریہ ورت میں بُت پرستی نے خُدا پرستی کی جگہ لے لی تھی۔ یورپ میں جہالت و وحشت کا دَور دَورہ تھا۔ ایران میں مزدکیہ کا زور تھا۔ اور اخلاق، تہذیب اور انسانیت کا نام ونشان تک مِٹ چکا تھا۔ چین میں ہر کام کے لئے جُدا جُدا بُت مقرر تھے۔ اور اہلِ عرب تو انتہا درجہ کی وحشیانہ حالت تک جا پہنچے تھے۔ کوئی نظام انسانیت کا اُن میں باقی نہ رہا تھا۔ تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے۔ ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ بظاہر انسان تھے مگر عقلیں مسلوب تھیں۔ نہ حیا تھی نہ شرم نہ غیرت۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ جس کا زناکاری میں اوّل نمبر ہوتا، وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔ بے علمی اس قدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے اُن کا نام اُمّی رکھا ہُوا تھا۔

ایسے وقت میں پیغمبرِ عالم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عرب کے مرکزی شہر مکہ معظمہ میں ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو ولادت باسعادت ہوئی۔ اس موقع پر حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو ایک حیرت انگیز کشفی نظارہ دکھلایا گیا۔ جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ

کی کتاب "الخصائص الکبریٰ" کی جلد اوّل میں بالتفصیل درج ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں :۔

"میں نے اس وقت دُنیا کے مشارق ومغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ اُس وقت مجھے دردِ زِہ ہُوا۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پیدا ہُوئے۔ ولادت کے بعد مَیں نے آپؐ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اِس طرح اُٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اُٹھاتا ہے۔ پھر میں نے سفید اَبر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آرہا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے آپؐ کو مُجھ سے رُوپوش کر لیا۔ پھر وہ غائب ہوگیا۔ پھر مَیں نے ایک مُنادی کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا :۔

"محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو زمین کے مشارق ومغارب میں لے جاؤ۔ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپؐ کے نامِ نامی، اوصافِ گرامی اور صورتِ گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپؐ کا اسمِ گرامی اور نامِ نامی دریاؤں میں ماحی رقم کیا گیا ہے۔ کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات واسباب کو آپؐ کے زمانہ میں مِٹا دیا جائے گا۔"

پھر وہ اَبر جلد ہی آپؐ کے پاس سے ہٹ گیا۔ اُس وقت مَیں نے دیکھا کہ آپؐ سفید اُون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپؐ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے۔ اور آپؐ آبدار موتیوں کی تین کُنجیاں ہاتھ میں لئے ہُوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا —— "محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے نُصرت، غلبہ اور نبوّت کی کُنجیاں دستِ مُبارک میں لے رکھی ہیں"۔ اِس کے بعد ایک اور اَبر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اُس نے بھی آپؐ کو مُجھ سے پوشیدہ کر دیا۔ اور آپؐ میری نظر سے اوجھل ہوگئے۔ مَیں نے مُنادی کو ندا کرتے سُنا کہ "محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو شرق وغرب اور انبیاء علیہم السّلام کی مولدات پر لے جاؤ اور آپؐ کے حضورِ جنّ وانس اور وحوش وطیور کی رُوحوں کو پیش کرو۔ اور آپؐ کو حضرت آدمؑ کی صفا، حضرت نُوحؑ کی رِقّت، حضرت ابراہیمؑ کی خُلّت، حضرت اسماعیلؑ کی

زبان، حضرت یعقوبؑ کی مسرّت، حضرت یوسفؑ کا جمال، حضرت داؤدؑ کی آواز، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت یحییٰؑ کا زہد، اور حضرت عیسیٰؑ کا کرم عطا کرو۔ اور تمام نبیوں کے اخلاقِ حمیدہ اور فضائلِ جلیلہ سے آراستہ کر دو۔" علیٰ نبینا وعلیہم السلام ۔ اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا۔ اور میں نے آپ کو موجود پایا۔ آپ لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے سُنا کہ خوشی ہے خوشی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دُنیا کو تھامے رکھا ہے۔ اور کوئی مخلوق نہیں جو آپؐ کے حلقۂ نبوت سے باہر ہو۔" (ترجمہ) الخصائص الکبریٰ جلد ا ص ۴۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام سلسلہ انبیاء میں واحد نبی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ منادی فرمائی کہ آپؐ دُنیا بھر کی تمام قوموں، تمام نسلوں اور تمام ملکوں کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور مشرق و مغرب میں کوئی ایک فرد بھی آپؐ کے دائرہ رسالت سے الگ نہیں۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے :۔

● — وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (السّبا: ۲۹)

ہم نے تجھ کو تمام بنی نوعِ انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسُول بنا کر بھیجا ہے جو (مومنوں کو) خوشخبری دیتا اور (کافروں کو) ہوشیار کرتا ہے۔

● — قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الاعراف : ۱۵۹)

کہو (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول ہوں۔ جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

● — هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ " (التوبہ : ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسُول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ (باقی) تمام
دینوں پر اُسے غالب کر دے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے " اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (سورۃ علق: ۲) کی صدائے ربّانی پر خدائے واحد کے پیغام کی مُنادی کا آغاز فرمایا جس پر مردوں میں سے سیّدنا حضرت ابو بکر صدّیق رضؓ، خواتین میں سے حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضؓ، بچّوں میں سے سیّدنا حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ بن حارثہ سب سے پہلے داخلِ اسلام ہوئے۔ دُنیا میں اسلام کا یہ پہلا قافلہ تھا۔ تین برس تک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نہایت خاموشی اور رازداری کے ساتھ فریضۂ تبلیغ ادا فرمایا۔ بعد ازاں فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (حجر: ۹۵) کا حُکم ملتے ہی پہلے تو کوہِ صفا پر قریش کے ایک بڑے اجتماع کو تبلیغی خطاب فرمایا۔ اور پھر حرمِ کعبہ میں بُت پرستی کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کرتے ہُوئے توحید کا اعلان کیا جو کفّارِ مکّہ کے مذہب کے خلاف زبردست چیلنج تھا۔ اور اُن کے نزدیک خُدا کے گھر کی کُھلی توہین تھی۔ لہٰذا انھوں نے فوراً ہنگامہ بپا کر دیا۔ چاروں طرف سے لوگ شہِ لولاک حضرت محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ٹوٹ پڑے۔ آپؐ کے ربیب حضرت حارث بن ابی ہالہ نے بچانا چاہا لیکن انھیں نہایت بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔[1]
اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا جس سے خانۂ کعبہ کی سرزمینِ پاک رنگین ہُوئی۔

اس واقعہ کے بعد پُورے عرب میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف مخالفت کا ہولناک طُوفان اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور نہ صرف حضرت بلالؓ، حضرت صُہیبؓ، حضرت عمّارؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت ابو ذر غفاریؓ اور دُوسرے بلند پایہ صحابہؓ اور صحابیاتؓ پر جور و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے بلکہ خُود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ مسجدِ حرام میں عین نماز کے وقت آپ کی گردنِ مبارک میں پٹکا ڈال کر کھینچا گیا یہاں تک کہ آپؐ کی آنکھیں باہر نکل

---

[1] "اصابہ" حالات حارث بن ابی ہالہ و "سیرت النبیؐ" جلد اوّل ص ۲۱۴ از علّامہ شبلی نعمانی مرحوم۔

آئیں۔ ایک دُوسرے موقعہ پر سجدہ کے دَوران پُشتِ مبارک پر اُونٹ کی اوجھری ڈال دی گئی۔ شہنشاہ دوعالمؐ بازار سے گزرتے تو اوباش آوازے کستے۔ ایک شریر نے ایک دفعہ حضورؐ پر خاک ڈالی۔ حضورؐ اسی حالت میں گھر پہنچے۔ آپؐ کی ایک صاحبزادی نے دیکھا تو زار و قطار رونے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تسلی دی اور فرمایا بیٹی! آہ و بکا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کی خود حفاظت کریگا۔ تاریخ میں ہے کہ آنحضرتؐ صفا پہاڑی پر بیٹھے تھے کہ ابوجہل نے آپؐ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے گالیاں دیں۔ حضورؐ اُس کی مغلظات سُنتے رہے اور خاموشی سے اُٹھ کر واپس گھر تشریف لے آئے۔ جُوں جُوں کافروں کی آتشِ انتقام تیز اور وسیع تر ہوتی گئی، آنحضورؐ کے جذبۂ تبلیغ میں بھی حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بالآخر قریشِ مکہ کے ایک وفد نے حضرت ابوطالب سے شدید احتجاج کیا۔ لیکن جب اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا تو اِس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو "شعب ابی طالب" کی گھاٹی میں اڑھائی تین سال تک ظالمانہ طور پر نظر بند کر دیا گیا۔ اِسی زمانہ میں آپؐ نے حج کے موقعہ پر آنے والے قبائل سے ملاقاتیں کیں نیز عُکّاظ کے مشہُور قومی میلہ میں تشریف لے گئے۔ اور بیرونی عربوں کی فرودگاہوں پر جاجا کر دعوتِ اسلام دی۔ ازاں بعد جب محاصرہ اُٹھ گیا تو حضُورؐ نے طائف کے رؤساء پر اتمامِ حُجّت کرنے کے لئے چالیس میل کا طویل سفر اختیار کیا۔ مگر ان بدبختوں نے کُتّے اپنے ساتھ لئے۔ شہر کے اوباش لڑکوں کی جھولیوں میں پتھر ڈال کر آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے آپؐ پر نہایت بیدردی سے پتھر برسانے شرُوع کر دیئے جس سے آپؐ کا سارا بدن لہولہان ہوگیا اور زمین آپؐ کے اِس مقدّس خون سے گویا تربتر ہوگئی جس کا ایک ایک قطرہ پُوری کائنات سے زیادہ قیمتی اور بابرکت تھا۔ یہ لوگ برابر تین میل تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے اور سنگباری کرتے رہے۔ اِس دَوران پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہُوا کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے تا اگر حکم ہو تو مَیں طائف کے دونوں پہاڑ پیوست کر کے اہلِ طائف کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالوں۔ مگر رحمۃٌ لِّلعالمینؐ نے جواب دیا:۔

ہرگز نہیں۔! مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خُدائے واحد کے سچے پرستار ہوں گے ۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۱۹۳-۱۹۶، سیرت خاتم النبیینؐ حصہ اول صفحہ ۲۳۸-۲۴۰)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِس زبردست یقین اور توکّل کے پیچھے دراصل وہ آسمانی بشارتیں جلوہ گر تھیں جو ربّ العالمین کی طرف سے آپؐ کو منصبِ رسالت پر فائز ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً دی گئیں اور بتایا گیا کہ حالات بالآخر ایسے رنگ میں پلٹا کھائیں گے کہ اسلام کی اشاعت اور اس کے ہمہ گیر غلبہ کا خدائی منصوبہ بہرحال کامیاب ہو کر رہے گا۔ اور حق و صداقت کی آواز کو دبانے کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے ۔

مثلاً اُن پُر آشوب اور پُر فتن ایّام میں جبکہ حضورؐ پر اور حضورؐ کے مخلص صحابہ پر انسانیت سوز اور شرمناک مظالم ڈھائے جا رہے تھے اور حکومت کا کوئی واہمہ بھی اُن کے ذہن میں نہیں تھا اور نہ مکہ والوں کے خواب و خیال میں بھی یہ بات آ سکتی تھی کہ مظلوم اور نہتے مسلمان، بادشاہ بن جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ القمر میں یہ حیرت انگیز خبر دی کہ عنقریب اسلامی حکومت قائم ہو گی اور عرب کے تمام قبائل، اسلام کے اثرات صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے اس پر حملہ کر دیں گے ۔ مگر شکستِ فاش کھائیں گے ۔ چنانچہ فرمایا :۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ (القمر آیۃ : ۴۲-۴۶)

(ترجمہ) :۔ اور آلِ فرعون کے پاس بھی نبی آئے تھے ۔ مگر آلِ فرعون نے ہماری سب آیتوں کو جھٹلایا ۔ جس پر ہم نے اُن کو ایک غالب طاقتور کی طرح عذاب سے پکڑ لیا۔

(اَے مکّہ والو!) کیا تم میں سے کُفر کرنے والے اُن پہلوں سے اچھے ہیں یا پہلی کتابوں میں تمہارے لئے عذاب سے حفاظت لکھی ہُوئی ہے؟ کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت ہیں جو غالب آکر رہیں گے۔ اُن کی جماعت کو عنقریب شکست دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

اِس پُر شوکت خبر کے بعد کفّارِ عرب نے ہر طرف سے تبلیغ کے دروازے بند کر رکھے تھے کہ اِسی دَوران یثرب (مدینہ) کے چھ آدمی حج کے ایام میں آپؐ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔ پھر واپس جا کر اس بے جگری سے دعوت اِلی اللہ میں سرگرم عمل ہو گئے کہ مدینہ میں نہایت تیزی سے اِسلام پھیلنے لگا۔ جب مدینہ میں لوگوں کی خاصی تعداد مُسلمان ہو گئی تو کُفّارِ مکّہ نے حضورؐ کے قتل کا ناپاک منصُوبہ بنایا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ کے حُکم سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اِس طرح خُدائی پیشگوئی کے عَین مطابق اِسلامی بادشاہت معرضِ وجُود میں آگئی۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ میں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسجدِ نبویؐ کی صُورت میں پہلے مرکزی دارالتبلیغ کی تعمیر کی اور مدینہ اور اس کے اِردگرد اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ قُریش کو یہ معلُوم ہُوا تو اُن کے غُصّہ کی کوئی اِنتہا نہ رہی۔ اور اُنہوں نے آپؐ کی جماعت کو تباہ کر دینے کا مُصمّم اِرادہ کر لیا۔ اور قبیلہ خزرج کے سردار عبداللہ بن اُبی کو الٹی میٹم دیا کہ تُم نے ہمارے آدمی (آنحضرت صَلّی اللہ علیہ وسلّم) کو اپنے ہاں پناہ دے کر کوئی اچّھا کام نہیں کیا۔ یا تو تم اُس کے خلاف جنگ کرو، یا اپنے ہاں سے نکال دو۔ ورنہ خُدا کی قسم ہم اپنے آدمیوں کو لے کر تم پر چڑھ آئیں گے۔ تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔ اِس کے علاوہ اُنہوں نے ایک خط مدینہ کے یہودیوں کو بھی لکھا (جو پہلے ہی اسلام کے سخت دُشمن تھے) اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سخت مشتعل کیا۔

اِن ابتدائی کوششوں کے بعد قُریش نے ۲ سنہ ہجری میں ایک بڑی فوج لے کر مدینہ پر

چڑھائی کر دی ۔مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی ۔ بدر کی پہاڑی پر مقابلہ شروع ہُوا ۔ اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں گنتی کے چند نہتے اور کمزور مسلمانوں کی بساط ہی کیا تھی ؟ رسُولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلّم بارگاہِ اُلوہیت میں سجدہ ریز ہو گئے ۔ اور گڑگڑا کر دُعا مانگی ۔ چند گھنٹوں کے اندر اندر قریش کو مکمل شکست ہُوئی اور اُن کے بڑے بڑے آزمُودہ کار جرنیل کام آئے ۔ قریشِ مکہ اگلے سال اُحد کے میدان میں پھر بر سرِ پیکار ہُوئے ۔ اِس دفعہ بھی اُن کے حملہ کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو شہید کرنا تھا ۔ لڑائی کے دَوران اُنہوں نے آنحضورؐ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ۔ مگر جاں نِثار صحابہ نے آپؐ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں اور دُشمن اپنے مقصد میں بُری طرح ناکام رہا ۔ اِس کے بعد اُنہوں نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ مل کر زبردست سازش کی ۔ اور ۵ھ میں عرب کے تمام قبائل سمیت چوبیس ہزار کی تعداد میں اِسلامی حکومت پر حملہ آور ہو گئے ۔ تا مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں ۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے ۔ مُسلمان عورتوں اور بچّوں سمیت مُسلمانوں کے لشکر کی تعداد کوئی تین ہزار ہو گی ۔ اتنے بڑے لشکرِ جرّار کی آمد نے اُن پر زلزلہ طاری کر دیا ۔ دُشمن کی کامیابی بظاہر یقینی تھی مگر حملہ آور قبائل میں یکایک پھُوٹ پڑ گئی ۔ رات کو سخت آندھی چلی ۔ آگیں بجھ گئیں ۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی ۔ اور سپاہیوں نے بدحواس ہو کر بھاگنا شروع کر دیا ۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے برسوں قبل بتلا دیا تھا ، رات کے آخری ثُلث میں جنگ کا وہ میدان جس میں کفّار کے ۲۴ ہزار سپاہی خیمہ زن تھے ، جنگل کی طرح ویران ہو گیا ۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبُوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ اِلہام خبر دی کہ ہم نے تمہارے دُشمن کو بھگا دیا ہے ۔ (اور سَیُھۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَیُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ کی پیشگوئی پُوری ہو گئی ہے)

غزوۂ بدر ، اُحد اور غزوۂ احزاب کی بڑی لڑائیوں کے علاوہ قریباً ۲۵ چھوٹی بڑی مہمات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے صحابہؓ کو مجبوراً مشغول ہونا پڑا ۔ جس سے اشاعتِ اسلام کی راہ میں سخت رُکاوٹ پیدا ہو گئی ۔ لیکن غزوۂ احزاب کا یہ خوشگوار نتیجہ بر آمد ہُوا

کہ عرب کے وہ قبائل جو دِل سے صداقتِ اسلام تسلیم کر چکے تھے اور قُریش اور اُن کے حامیوں کی طاقت وسطوت سے مرعُوب تھے، مدینہ میں آ آکر اسلام قبُول کرنے لگے۔

سنہ ۶ ہجری کی صُلح حُدیبیہ سے اشاعتِ اسلام کا سُنہری باب شرُوع ہُوا جبکہ قریش کے ساتھ صُلح کا معاہدہ ہوجانے کے نتیجہ میں مُلک میں عارضی امن کی صُورت پیدا ہوگئی۔ آنحضرتؐ نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے ایک ایسا اشاعتی کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال پہلے نبیوں میں نہیں ملتی۔ آپؐ سے قبل کسی اَور نبی نے غیر قوموں کے بادشاہوں کی طرف دعوت کے خط نہیں لکھے۔ کیونکہ وہ دُوسری قوموں کی دعوت کے لئے مامُور نہ تھے۔ لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس پہلو سے بھی عالمگیر تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اور عرب وعجم کے مندرجہ ذیل بڑے بڑے شہنشاہوں اور بادشاہوں اور حاکموں کے نام تبلیغی خطُوط لکھوا کر بھجوائے۔

(۱)___ ہرقل قیصرِ روم۔ یہ دُنیا کا عظیم طاقتور عیسائی شہنشاہ تھا جس کی سلطنت ایشیا، یورپ اور افریقہ کے تین برِّ اعظموں میں پھیلی ہوئی تھی۔ قیصرِ روم نے گو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت قبُول نہیں کی مگر بہت عزّت اور اَدب سے پیش آیا۔ اِسی لئے حضُورؐ نے فرمایا کہ خُدا رُومی سلطنت کو کچھ مُہلت دے گا۔[1] چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اگرچہ اس کے بہت سے علاقے مُسلمانوں کے خلاف جنگوں میں چھِن کر اِسلامی حکومت میں شامل ہوگئے، تاہم رومی سلطنت قسطنطنیہ اور اس کے گرد ونواح میں سینکڑوں سال تک قائم رہی۔

(۲)___ خُسرو پرویز کسریٰ شاہِ ایران۔ (ساسانی سلطنت کا تاجدار) شان وشوکت اور جاہ وجلال میں دُنیا کا کوئی دُوسرا بادشاہ اس کے ہم پلّہ نہ تھا۔ اس نے قیصرِ روم کو پے در پے شکستیں دے کر اس کا بہت سا علاقہ چھین لیا تھا۔ اس ظالم بادشاہ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نامۂ مُبارک کو یہ کہتے ہُوئے پارہ پارہ کر دیا کہ میرا غُلام ہوکر مجھے اِس طرح مخاطب کرتا ہے۔

---

[1] کتاب الاموال بحوالہ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۴۲

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جلال سے پیشگوئی فرمائی کہ خدا اُس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔[۱] چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں اس پُرشکوہ ایرانی مملکت کے پرخچے اُڑ گئے اور ہر طرف اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

خسرو پرویز نے یہ گستاخانہ حرکت بھی کی کہ اس نے یمن کے گورنر باذان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس کی تعمیل کے لئے باذان کا سیکرٹری بانویہ ایک مضبوط سوار کے ساتھ مدینہ پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناصحانہ انداز میں کہا کہ بہتر ہے ہمارے ساتھ چلے چلیں ورنہ کسریٰ آپ کے ملک اور قوم کو تباہ کر دے گا۔ آنحضرتؐ یہ سُن کر مسکرائے اور جواب میں اسلام کی تبلیغ کی اور فرمایا، آج رات ٹھہر جاؤ کل جواب دوں گا۔ اگلے روز آپؐ نے فرمایا "اَبْلِغَا صَاحِبَکُمَا اَنَّ رَبِّیْ قَتَلَ رَبَّہٗ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ" یعنی والیِ یمن سے جا کر کہدو کہ میرے ربّ نے اُس کے ربّ (کسریٰ) کو آج رات قتل کر دیا ہے۔ بانویہ اور اُس کے ساتھی نے باذان کو آنحضرتؐ کا پیغام پہنچا دیا۔ چند روز بعد باذان کو خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ کا شاہی فرمان ملا کہ میرے نام پر اپنے علاقہ کے لوگوں سے اطاعت کا عہد لو۔ مَیں نے اپنے ظالم باپ کو قتل کر دیا ہے اور قتل کا یہ واقعہ ٹھیک اُسی رات ہُوا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے اطلاع پائی تھی۔ اس عظیم الشان معجزہ کو دیکھ کر نہ صرف گورنر باذان بلکہ یمن کے کئی اور لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔[۲]

(۳) ـــــ جریح بن مینا۔ مقوقسِ مصر۔ یہ شخص قیصر کے ماتحت مصر اور سکندریہ کا موروثی حاکم اور مسیحی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرا تبلیغی خط اُسے بھجوایا۔ مقوقسِ مصر آنحضرتؐ کے سفیر کے ساتھ بہت عزت سے پیش آیا اور اظہارِ عقیدت کے طور پر اُس نے کئی تحائف بھی حضورؐ کی خدمت میں بھجوائے۔

---

[۱] کتاب الاموال بحوالہ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۴۲۔ [۲] "طبری" جلد ۳ صفحہ ۱۵۷۲-۱۵۷۴

(۴) ـــ اصحمہ نجاشی (ایبے سینیا کی عیسائی حکومت کا فرمانروا) ۔اِس پارسا بادشاہ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تبلیغی خط پر لبیّک کہتے ہُوئے اسلام قبول کر لیا ۔ ۹ھ میں اُس کا انتقال ہُوا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کی وفات پر الہاماً اطلاع دی گئی اور آپؐ نے مدینہ میں اُس کا جنازہ غائب پڑھایا ۔

(۵) ـــ حارث بن ابی شمر والیٔ غسّان ۔غسّان کی ریاست عرب کے متّصل جانبِ شمال واقع تھی ۔یہ شخص اِسلام سے محروم رہا ۔

(۶) ـــ ہوذہ بن علی رئیسِ یمامہ ۔اِس متکبّر مزاج نے بھی دعوتِ اسلام کو ٹھکرا دیا ۔

(۷) ـــ منذر تیمی ۔فرمانروائے بحرین ۔ منذر تبلیغی خط پانے پر فوراً حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا ۔ حکمران کے مُسلمان ہوتے ہی اِس علاقہ کے تمام عرب بلکہ بعض عجمی بھی مُسلمان ہو گئے ۔

(۸) ـــ حارث بن عبد کلال (قبیلہ حمیر کا امیر) کے نام بھی ایک تبلیغی خط روانہ فرمایا ۔[۱]

(۹) ـــ عرب کے بعض قبائل مثلاً عبد القیس ، بکر اور تمیم بحرین کی وادیوں میں آباد قبائل کے نام بھی نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبلیغی خطوط بھیجے جس کے اثر انگیز الفاظ سے عبد القیس کا پُورا قبیلہ مُسلمان ہوگیا ۔

(۱۰) ـــ سی بخت (ریاست ہجر کا والی) اس شخص نے بھی آنحضرتؐ کے تبلیغی خط پر اسلام قُبول کر لیا ۔

اِس کے علاوہ آنحضورؐ نے عمّان کے بادشاہ ، یمن کے قبیلہ بنی نہد اور قبیلہ ہمدان کے سردار ، بنی علیم کے سردار اور حضرمی قبیلہ کے رؤسا کی طرف بھی خطوط لکھے جن میں سے اکثر مُسلمان ہو گئے ۔ اس زمانہ میں قلوب واذہان پر آسمانی فرشتوں کا اِس کثرت سے نزول ہُوا کہ عرب ریاستوں کے کئی فرمانروا از خود داخلِ اسلام ہو گئے ۔ مثلاً فروہ بن عمر حاکم معان ۔ جریر بن عبداللہ بن بجلی (قبیلہ بجلیہ کے فرمانروا) عدی بن حاتم (قبیلہ طے کے حاکم) ذی الکلاع حمیری (قبیلہ حمیر کے بادشاہ ۔[۲]

---

[۱] سیرت ابن ہشام

[۲] سیرت النبیؐ از شبلی جلد دوم

مُلک میں روز بروز اسلام کا اثر و نفوذ بڑھتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قریشِ مکّہ کی معاہدہ شکنی کے نتیجہ میں ایسے غیبی سامان پیدا کر دیئے کہ خُدا کا مقدس نبیؐ دس ہزار قُدّوسیوں کے ساتھ مکّہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہو گیا۔ یہ رمضان ۸ھ مطابق دسمبر ۶۲۹ء کا واقعہ ہے۔ اس موقع پر رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام خونی اور خطرناک مجرموں کے لئے جنہیں دُنیا کا کوئی قانون معاف نہیں کر سکتا تھا، بے نظیر اور محیّر العقول حِلم و رحم سے کام لے کر عفوِ عام کا شاہی اعلان کر دیا۔ یہ ایک بے مثال عملی تبلیغ تھی جس نے قریشِ مکّہ کے عقیدۂ کُفر و شرک کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اور اُن کی اکثریت نے ایک ہی دِن میں مُسلمان ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی۔ خانۂ کعبہ سے تین سو ساٹھ بُتوں کو نکال کر پھینک دیا گیا۔ ماحولِ کعبہ کے بُت خانے منہدم کر دیئے گئے۔ اور تمام جزیرہ نمائے عرب میں اِسلام نہایت سُرعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔ فتحِ مکّہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی کثرت کے ساتھ عرب کے مختلف حصّوں اور علاقوں میں دینِ اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے مُبلّغ اور واعظ روانہ فرمائے جنہوں نے ہر قبیلہ کا دَورہ کر کے خُدا کا پیغام پہنچایا۔ ان تبلیغی مہمّات کے نتیجہ میں قبولِ اسلام کے لئے اِس کثرت سے مختلف قبائل کے وُفود مدینہ آنے لگے کہ مُلک کے ہر طرف يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا ایسا نظّارہ سامنے آگیا کہ چشمِ فلک نے اِس سے پہلے کبھی اس کا تصوّر بھی نہیں کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلاب انگیز شخصیت نے اسلام لانے والوں میں ایسی بجلیاں بھر دیں کہ وہ آپؐ کے بعد دیوانہ وار دُنیا کے مشرقی اور مغربی ممالک میں اسلام پھیلانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور ہر جگہ حق و صداقت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:-

"اب دیکھو کہ اُس نبیؐ کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں اِنسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیّت کی طرف اُن کو منتقل کیا۔ یہاں تک

کہ اُن کا کفر پاش پاش ہوگیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزا بہ ہیئتِ اجتماعی اُن کے وجُود میں جمع ہو گئے۔ اور اُن کے دِلوں میں پرہیزگاری کے نُور چمک اُٹھے اور اُن کی پیشانی کے نقشوں میں محبتِ مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی صُورت میں نمودار ہوگئے اور اُن کی ہمتیں دینی خدمات کے لئے بلند ہوگئیں۔ اور وہ دعوتِ اسلام کے لئے ممالکِ مشرقیہ اور مغربیہ تک پہنچے اور ملّتِ محمدیہ کی اشاعت کے لئے بلادِ جنُوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا۔ اور اُن کی عقلیں علوم الٰہیّہ میں منوّر ہوئیں۔ اور اُن کے قوٰیِ فکریّہ اسرارِ ربّانیہ کے سمجھنے کے لئے باریک ہوگئیں اور نیک باتیں بالطبع اُن کو پیاری لگنے لگیں۔ اور بد باتوں اور گناہوں سے بالطبع اُن کو نفرت پیدا ہوئی۔ اور رُشد اور سعادت کے خیموں میں وہ اُتارے گئے۔ بعد اس کے جو بُتوں پر پرستش کے لئے سرنگوں تھے۔ اور اُنہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دَو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے اُٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہونچایا اور جہاں جہاں کُفر نے اپنا بازُو پھیلا رکھا تھا اور شِرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہوُنچے۔ اُنھوں نے مَوت کے سامنے سے مُنہ نہ پھیرا۔ اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے، اگرچہ کارَدوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی قدم گاہوں پر استوار اور قائم رہتے تھے۔ اور خُدا کے لئے مَوت کی طرف دَوڑتے تھے۔ وہ ایک قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں سے تخلّف نہ کیا اور زمین کی اِنتہائی آبادی تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہونچے۔ اُن کی عقلیں آزمائی گئیں اور مُلک داری کی لیاقتیں جانچی گئیں۔ سو وہ ہر ایک امر میں فائق نِکلے اور علم اور عمل میں سبقت کرنے والے ثابت ہُوئے۔ اور یہ مُعجزہ ہمارے رسُول خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے اور درحقیقت اسلام پر ایک صریح دلیل ہے۔" (نجم الہُدیٰ)

نیز فرماتے ہیں :۔

" کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بےکس، اُمّی، یتیم، تنِ تنہا، غریب، ایسے زمانے میں کہ جس میں ہر ایک قوم پُوری پُوری طاقت مال اور فوجی اور علمی رکھتی تھی، ایسی روشن تعلیم لایا کہ براہینِ قاطعہ اور حُجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی۔ اور بڑے بڑے لوگوں کو جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے، فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بےکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور اُنہی تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خُدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی؟ کیا تمام طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائیدِ الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے؟ خیال رکھنا چاہیئے کہ جب آنحضرتؐ نے پہلے پہل مکّے کے لوگوں میں مُنادی کی کہ مَیں نبی ہُوں، اُس وقت اُن کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ اُن کے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس سے اِعتماد کر کے ساری دُنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی؟ یا کونسی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملے سے اَمن ہو گیا تھا، ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اُس وقت آنحضرتؐ زمین پر اکیلے اور بےکس اور بے سامان تھے۔ صرف اُن کے ساتھ خُدا تھا۔" (براہین احمدیہ حصّہ دوئم صفحہ ۱۲۷ - ۱۲۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے قریباً چھ سو سال قبل حضرت مسیحؑ جیسے برگزیدہ نبی نے دُعا کی تھی کہ "اَے خُدا! جس طرح آسمان پر تیری بادشاہت ہے، اُسی طرح زمین پر بھی ہو۔" آج دُنیا کی ایک کثیر آبادی یسوع مسیح کی اطاعت کا دم بھرتی ہے۔ اٹلی، افغانستان، فرانس، سپین، جرمنی، فلپائن، امریکہ اور آسٹریلیا، برطانیہ اور دیگر حکومتیں آپ کے سامنے عقیدت سے اپنا سر جُھکاتی ہیں مگر اُنیس سو سال گزر گئے، حضرت مسیحؑ کے ذریعہ آج تک خُدا کی بادشاہت جو آسمان پر ہے، زمین پر قائم نہیں ہو سکی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت اِلی اللہ کا یہ کمال اعجاز ہے کہ

حضورؐ اس دُنیا سے رُخصت[1] نہیں ہوئے جب تک کہ خُدا کی بادشاہت دوبارہ زمین پر قائم نہیں ہوگئی۔ اور ایسا انقلابِ عظیم رُونما ہُوا کہ لاکھوں دِل حق اور راستی کی طرف کھینچے گئے۔ اور لاکھوں سینوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نقش جم گیا۔ اور وہ جزیرۃ عرب جو بجز بُت پرستی کے اور کچھ نہیں جانتا تھا، سمندر کی طرح خُدا کی توحید سے بھر گیا ؎

اَحْیَیْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَۃٍ
مَاذَا یُمَاثِلُکَ بِھٰذَا الشَّانِ

فِدَاکَ اَبِی وَ اُمّی یا رسُول اللہ! آپؐ نے صدیوں کے مُردے ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیئے۔ کون ہے جو اس شان میں آپؐ کا مقابلہ کر سکے ــــ!!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔
وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

TITLE:- THE 8th ISSUE OF THE SEERATUNNABI SERIES OF "SHAN-E-KHATAMUL ANBIYA"

WRITER:- MOULANA DOST MOHAMMAD SHAHID. (*AHMADI HISTORIAN, RABWAH*)

SUBJECT:- THE MANIFESTATION AND PROPAGATION OF ISLAM.

PRINTER & PUBLISHER:- MAJLIS ANSARULLAH MARKAZIYYA, QADIAN (INDIA)

EDITION:- AUGUST 1987.

[1] وفات: یکم ربیع الاوّل سنہ ۱۱ ہجری بمطابق ۲۶ مئی سنہ ۶۳۲ء (سیرت النبیؐ جلد دوم از شبلی نعمانی)

(مطبوعہ:۔ ہمدرد آفسیٹ پرنٹنگ پریس جالندھر)